علامہ کیفی اکیڈمی "سدھارتھ نگر یوپی کی انقلابی آواز، مسلکِ اعلیٰ حضرت اور مشربِ صدر الافاضل کا سچا ترجمان

سالنامہ

خزائن العرفان

رضا نگر مٹھنا

کا

تاج الشریعہ نمبر خصوصی شمارہ

اہلِ سنّن کی آنکھ کا تارا چلا گیا
احمد رضا کا راج دُلارا چلا گیا

ازہر القادری

"کچھ لوگ کہتے ہیں کہ حضور تاج الشریعہ کے جنازے میں لاکھ ڈیڑھ لاکھ کا مجمع تھا: میں کہتا ہوں اے میاں! اتنی تعداد تو صرف ان کے حاسدین وہاں آئے تھے۔ اس کے علاوہ جو تعداد تھی وہ شمار میں ہی نہیں آتی۔ بے شمار تعداد تھی، کوئی تعداد کو گن ہی نہیں سکتا، بریلی شریف کے چپے چپے پر سر ہی سر نظر آتے تھے۔"

رفیق ملت حضور سید نجیب میاں صاحب قبلہ۔ بموقع عرس سید نا شاہ فضل اللہ قادری قدس سرہ کالپی شریف ۲۹، جولائی ۲۰۱۸

اشاعت بتعاونِ خاص

عالی جناب الحاج سیٹھ محمد ہاشم خان صاحب

ناظمِ اعلیٰ جامعہ اہلِ سنت امداد العلوم، مٹھنا کھنڈسری، سدھارتھ نگر، یوپی، انڈیا
رابطہ نمبر +919920777550

بیادگار: صدر الافاضل حضرت علامہ الحاج الشاہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، قدس سرہ الہادی

سال نامہ خزائن العرفان رضا نگر مٹھنا

کا

''تاج الشریعہ خصوصی شمارہ'' بموقع: عرس چہلم

بظل نورانی

شمس الاساتذہ، علامہ مفتی زین العابدین شمسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سابق صدر المدرسین جامعہ مٹھنا

بتائید روحانی

مفکر ملت، علامہ حکیم شاہ محمد قادری کیفی بستوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
سابق نائب صدر المدرسین جامعہ مٹھنا

جنوری ۲۰۱۹ء تا دسمبر ۲۰۱۹ء

جلد نمبر: ۱ شمارہ نمبر: ۱ قیمت: ۵۰

YEARLY

KHAZAAINUL IRFAN

"ALLAMA KAIFI ACADEMY"

Tenwwan Grant Road, Raza nagar, Matehna
P.O.Khandsari, Distt: Siddharth Nagar (U.P.) India-272192
Mob:9559494786, 9451207213, 9450387786
Email.kalamahmad926@gmail.com

نوٹ:۔ مضمون نگار کی ہر رائے سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔

مراسلت وترسیل زر کا پتہ

دفتر سال نامہ ''خزائن العرفان'' ٹینواں گرانٹ روڈ، رضا نگر مٹھنا،
پوسٹ کھنڈسری ضلع سدھارتھ نگر (یو۔پی) انڈیا۔272192

ایڈیٹر ازہر القادری نے الحاج محمد قاسم اشرفی مینیجر مکتبہ قادریہ اٹوا بازار کی معرفت دہلی سے چھپوا کر دفتر سال نامہ ''خزائن العرفان'' رضا نگر مٹھنا سے شائع کیا۔

بساط مضامین

تاج الشریعہ: ہمہ جہت شخصیت

مولانا محمد ساجد احمد
اسلامک ریسرچ اسکالر جے۔ ایف۔ اے۔ راجستھان
sajidshereaalamraza@gmail.com-

اس بات سے کسی کو مجال انکار کی گنجائش نہیں کہ اس خاکدان گیتی پر بے شمار شخصیات کو اللہ رب العزت نے رشد و ہدایت کے لیے پیدا فرمایا، ساتھ ہی ان کو بے شمار عادات و خصائل سے مزین فرمایا، تاریخ انسانیت ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک اس بات پر شاہد عدل ہے کہ جو بھی حق کا نمائندہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ہر چیز سے بے خوف و خطر فرما دیتا ہے اور ان کی حفاظت بھی فرماتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کی پیدائش کا وقت ہے اور حاکم وقت، ظالم حاکم فرعون کا حکم ہے کہ ہماری حکومت میں جتنے بھی لڑکے پیدا ہوں سب کو قتل کر دیا جائے تا کہ ہماری حکومت پر کوئی غالب نہ آنے پائے، ایسے پرفتن دور میں کسی شخص کا اعلان حق تو کجا جان بچنا ہی اتنا بڑا چیلنج تھا جس کا تصور کرتے ہی روح کانپ جاتی ہے، حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کی پاکیزہ ذات کا زمانہ اور کفر ضلالت کی گود میں پلے ہوئے جابر و ظالم بادشاہ نمرود کا خلاف اسلام ہر طرح کے چیلنجز ہیں، اصحاب کہف کی شرافت و مقبولیت و پاکیزگی سے آج بھی تاریخ کی ہر ہر سطر معطر نظر آتی ہے، زمانہ دقیانوس کی تاریخ اپنی نظروں کے سامنے رکھیں! اور سوچیں! کہ دقیانوس کے ظلم و استبداد سے تاریخ کے صفحات لہولہان نظر آتے ہیں، سوال یہ کہ ان ظالموں کے پنجہ سے اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ، حضرت ابراہیم علیہما السلام اور اصحاب کہف کو اپنے حفظ و امان میں لے کر اسلام کے نمائندوں کی محافظت نہیں کی؟

اب آپ آجائیں زمانہ نبوی کے بعد کا زمانہ حضرت امام احمد بن حنبل کو خلق قرآن کے مسئلہ میں کوڑے نہیں لگائے گئے؟

امام اہل سنت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت پر انگریزی سامراجیت نے شکنجے نہیں کسے؟ حضور مفتی اعظم پر حکومت نے چال نہیں چلی؟ لیکن صبح قیامت تک جب تک صداقت نام کی کوئی چیز تاریخ کے صفحات پر رہے گی دنیا کا کوئی مورخ، قلم کار، محقق و مدقق اس بات کو ثابت نہیں کر پائے گا کہ ان نفوس قدسیہ نے کبھی بھی حکومت وقت سے دینیات میں کسی طرح کا کوئی سمجھوتا کیا ہو، یا غیر شرعی معاملات میں حکومت کے ظلم و جبر کے باوجود بھی سر تسلیم خم کیا ہو۔ بلاشبہ جس زمانہ میں ہم سانس لے رہے ہیں یہ زمانہ اور اس زمانہ میں اپنی حیات کو زیور دین سے آراستہ کر کے اسلام کی نمائندگی اور پیروی کرنے والوں کا بھی نصیبہ اوج ثریا پر ہے کہ ہم نے یکتائے روزگار، نابغہ عصر، متفقہ نشان اہل سنت، امیر کارواں، شان مفتی اعظم ہند، مرکز ہر نکتہ داں، ترجمان دین اسلام، مقتدائے سنیاں، سند مفتیاں، اعتماد محققین و مدققین، پاکیزہ نفوس قدسیہ کی جھلک، نمونہ اسلاف، یادگار اکابر کی منہ بولتی تصویر، فقیہ اسلام، قاضی القضاۃ فی الہند، فخر عالم اسلام، یگانہ عرب و عجم، ممدوح حل و حرم، حضرت العلام حضرت علامہ الشاہ محدث، مفتی، حضور

تاج الشریعہ اختر رضا خان ازہری رضی اللہ تعالی عنہ کا زمانہ پایا، بلاشبہ خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو سرکار تاج الشریعہ سے کسی نہ کسی طرح وابستہ ہیں۔

علم حدیث:

علم حدیث ایک وسیع سے وسیع تر میدان ہے متعدد انواع، کثرت علوم وفنون سے عبارت ہے جو علم قواعد مصطلحات حدیث، درایۃ الاسانید، علم اسماء الرجال، علم جرح وتعدیل وغیرہ فنون پر مشتمل ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جب میدان حدیث میں دیکھا جاتا تو یہ درنایاب اپنے وقت کا امام بدرالدین عینی اور امام ابن حجر عسقلانی کا پرتو کامل واکمل نظر آتا ہے۔ مولانا محمد حسن ازہری جامعہ ازہر مصر لکھتے ہیں: ''اصحابی کالنجوم۔۔۔ کے تعلق سے حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی نے جو تحقیقی مرقع پیش کیا ہے اس سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اصول حدیث پر حضور تاج الشریعہ کو کس قدر ملکہ حاصل ہے''

ترجمہ نگاری:

معیشت کے اس دور جدید میں شاید ہی کوئی ہو جس کو اس شعبہ سے واقفیت نہ ہو، مدارس نے تھوڑی تساہلی کیا برتی عصریات نے جزیات کو مستقل فن قرار دے کر اپنے آپ کو ترقی یافتہ، ذریعۂ معیشت کا بے تاج بادشاہ سمجھ لیا۔

اس سے کسی کو مجال انکار کی چنداں گنجائش نہیں کہ فن ترجمہ نگاری کتنا اہم اور مشکل کام ہے، کیوں؟ ترجمہ میں نہ یہ کہ صرف ایک زبان پر مہارت کاملہ ہونا ضروری ہوتا ہے بلکہ جس زبان سے منتقل کیا جارہا ہے اور جس زبان میں منتقل کیا جارہا ہے دونوں زبانوں کے باہم نشیب وفراز، محاورات وضرب الامثال کے ساتھ صاحب مضمون کے خیالات، لب ولہجہ، انداز گفتگو، منشاؤ معاد کا سمجھنا اور پھر اس کو کسی زبان میں صاحب مضمون کے مطابق منتقل کرنا یقیناً ایک اچھی خاصی صلاحیت اور فطرت سلیم کا تقاضہ کرتی ہے۔ یہ تو رہے ادبی ترجموں کے حالات لیکن قران وحدیث کا ترجمہ۔ اللہ اکبر۔ نصوص دینیہ کے ترجمہ میں جہاں مذکورہ پریشانیاں حائل ہوتی ہیں وہیں پر ایک اہم موڑ یہ ہوتا ہے کہ مترجم کو اس بات کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ معمولی سی غفلت آخرت کی ذلت ورسوائی کا سبب بن جائے، سب دھرا کا دھرارہ جائے۔ اس امر کا اندازہ وہی کرسکتا ہے جو اس بحر زخار کا عظیم شناور ہو جس کو تائید غیبی نے اپنے حفظ و امان میں لے لیا ہو۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکات اس فن سے کس قدر واقفیت رکھتی تھی آپ پڑھیں ''الھادالکاف فی حکم الضعاف'' اور ''المعتقد المنتقد مع المعتمد المستند اردو'' تو آپ پر روز روشن سے زیادہ آشکارا ہوجائے گا، آپ جہاں تمام علوم فنون کے بادشاہ تھے وہیں پر فن ترجمہ نگاری میں بھی آپ کو ایک اہم ناقابل فراموش مقام علیا حاصل تھا۔ لیجیے آپ کی نازک طبعیت کے حوالے سے نبیرہ حضور محدث اعظم ہند، شیخ طریقت علامہ سید محمد جیلانی اشرف الاشرفی کچھوچھوی کا ایک تبصرہ تحریر کرتا ہوں، فرماتے ہیں: ''ارے پیارے! ''المعتقد المنتقد'' فاضل بدایونی نے اور اس پر حاشیہ ''المعتمد المستند'' فاضل بریلوی نے عربی زبان میں لکھا ہے اور جس

مندرجہ بالا اقتباس کو ہم نے پڑھا ہے اس سے اہل سنت کی نئی نسل کے لیے تاج الشریعہ، ملک الفقہا حضرت العلام اختر رضا خان ازہری صاحب نے ان دونوں اکابرین کے ادق مباحث کو آسان اور فہم سے قریب اسلوب سے مزین ایسا ترجمہ کیا کہ ایک طرف ثقاہت وصلابت ہے تو دوسری طرف دقت نظر و ہمہ گیریت ہے۔ صحت وقوت کے ساتھ پختگی ومہارت بھی ہے۔ ترجمہ مذکورہ علامہ ازہری میاں کی ارفع صلاحیتوں کا زندہ ثبوت ہے'' (تجلیات تاج الشریعہ، ص:۴۳)

شان تفقہ و فتوی نویسی:

''حضور تاج الشریعہ جب جامعہ ازہر مصر سے لوٹ آئے تو درس وتدریس کے بعد فتویٰ نویسی کا بھی آغاز کیا۔۔۔۔، بیسویں صدی کے اواخر کا زمانہ ہے حکومت ہند نے تصویر برائے تصدیق کو ملکی شناختی کارڈ کا جز لاینفک قرار دے دیا ہے، مملکت ہند کے تمامی مسلمان شش وپنج میں تھے کہ کسی انسان کو اپنا فوٹو کھنچوانا حرام وگناہ ہے، اس سلسلے میں امام اہل سنت سیدنا سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالی عنہ کے متعدد فتاوے ہیں اور ایک فتویٰ تو ایسا تحقیقی ہے کہ آج اس پر تحقیق کی جائے تو فن تحقیق بھی اس محقق پر ناز کرے، جو بارہا کتابی شکل میں بنام ''عطایا القدیر فی حکم التصویر'' چھپ چکا ہے، اور یہی موقف مرشد برحق حضور مفتی اعظم، حضور صدر الشریعہ اور حضور حافظ ملت علیہ الرحمۃ کا بھی ہے مگر بعد میں جب قائد اعظم، رئیس القلم علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ والرضوان حق رائے دہی کے لیے فوٹو کے لزوم کے تعلق سے چیف الیکشن کمیشنر آف انڈیا، ٹی این سیشن کے اعلان اور اس کے فوائد ونقصانات کے بارے میں آگاہ کرتے ہوئے ''تصویر کشی'' کے مسئلے پر بحث ونظر کی تحریک پیش کی تو ۱۹۹۴ء میں علامہ ارشد کی تحریک پر جامعہ اشرفیہ میں سیمینار کا انعقاد کیا گیا تو اس پر مختلف حیثیتوں سے بحثیں ہوئیں پھر بوجہ ضرورت فوٹو کھچوانے کے جواز پر تمام فقہاے سیمنار (مفتی شریف الحق امجدی، علامہ ارشد القادری، حضور محدث کبیر، شہزادہ حضور حافظ ملت، حضور فقیہ ملت، علامہ بہاء المصطفی، علامہ شبیر حسن رضوی روناہی، خواجہ مظفر حسین، مولانا عبد المبین نعمانی، مفتی نظام الدین، محمد عبد الحق، محمد معراج القادری، قاضی شمس الدین ہبلی، عابد حسین مصباحی جمشید پور، مفتی اختر حسین علیمی، قاضی شہید عالم اور مولانا زاہد علی سلامی وغیرہ) کا اتفاق ہو گیا لیکن ایک اعتراض نے فیصلے کا رخ بدل دیا وہ اعتراض یہ تھا کہ ابھی ضرورت شرعیہ موجود نہیں تو پھر فوٹو کا جواز کیوں؟

اس پر فقید المثال مفتی، فخر ازہر، جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ نے اپنی شان فقاہت کی جلوہ گری کو بروے کار لاتے ہوئے فرمایا: ''عند الطلب'' ضرورت شرعیہ کی بنا پر فوٹو کھنچوانے کی اجازت ہے'' پھر آپ نے ہی فیصلہ املا کرایا جس کا متن یہ ہے ''چونکہ اس صورت میں عند الطلب ضرورت ملجئہ یا حاجت شدیدہ متحقق ہوگی۔ لہٰذا شناختی کارڈ کے لیے تصویر کھنچانے کی اجازت ہوگی۔ الضرورات تبیح المحظورات۔ الحاجۃ تنزل منزلۃ الضرورۃ۔ وما ابیح للضرورۃ یتقدر بقدرھا۔ کذا فی الاشباہ۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری غفرلہ

شب ۲۲ رجب المرجب ۱۴۱۵ھ

سبحان اللہ! کیا شان فقاہت ہے، کیا انداز افہام وتفہیم ہے!

ایک ہی جملے نے کیسا شاندار فیصلہ کن رخ دیا ہے، اس شان فقاہت کو دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یقیناً سرکار مفتی اعظم کی زبان فیض ترجمان نے اپنا حتمی فیصلہ سنا دیا ہو، دلائل ماشاء اللہ! اامام اہل سنت کی یاد تازہ ہوگئی، کہ جب دلیل دینے پر آتے ہیں تو صرف ایک ہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ دلائل کے اتنے انبار لگا دیتے ہیں کہ مخالف کو دم زدن کی ہمت نہ رہ جائے۔

فن خطابت:

لا یختلف فیہ اثنان کہ رشد وہدایت کے لیے جہاں قلم کی توانائی کو فراموش نہیں کیا جا سکتا وہیں پر زبان و بیان کو بھی خاصی اہمیت حاصل ہے ایک خطیب اپنی دل نشیں خطابت کے ذریعہ ان لوگوں کے دلوں پر بھی حکومت کرتا ہے جن تک اس کی تحریریں نہیں پہنچ پاتی ہیں یا جو لوگ اس کی تحریر سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہوتے ہیں آپ نے دیگر ذرائع تبلیغ کے ساتھ ساتھ خطابت کو بھی ذریعۂ تبلیغ بنایا، ماشاء اللہ۔ جب آپ کرسی خطابت پر ہوتے تو آپ کا خطبہ سن کر حضرت عمر بن عبدالعزیز کے خطبہ کا منظر نگاہوں کے سامنے آجاتا ویسے تو آپ کی زبان دانی کے حوالے سے مولانا شہاب الدین تحریر فرماتے ہیں ''تاج الشریعہ کو کئی زبانوں پر مکمل دسترس حاصل ہے۔ عربی، اردو، فارسی میں جہاں بہترین ادیب نظر آتے ہیں وہیں دوسری طرف انگریزی زبان پر بھی آپ کو مکمل عبور حاصل ہے۔۔۔

آپ کی انگلش ادب کے حوالے سے نائب انکم ٹیکس کمشنر جناب ظہور افسر خاں مقیم حال اجمیر کا تاثر نقل کرتے ہوئے مولانا یونس رضا مونس لکھتے ہیں ''موصوف کا تاثر یہ تھا کہ حضرت جن انگریزی الفاظ اور جملوں کا استعمال کرتے ہیں وہ لغات کے اعتبار سے بالکل درست ہوتے ہیں۔ اس طرح کی سلاست و روانی بھری تحریریں مجھے بہت کم دیکھنے کو ملیں' انگریزی کے علاوہ آپ کو میمنی، گجراتی، مراٹھی، پنجابی، بنگالی اور بھوجپوری وغیرہ زبانوں میں بھی صلاحیت ہے۔ ان کو سیکھنے کے لیے کبھی بھی آپ نے استاذ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا بلکہ یہ خداداد صلاحیتیں آپ کو ورثہ میں ملی ہیں۔

عصر حاضر کے ایک عظیم نکتہ داں محقق، اسلامک اسکالر علامہ ضیاء المصطفی قادری بیان فرماتے ہیں ''حضرت (حضور تاج الشریعہ) کو میں نے انگلینڈ، امریکہ، ساؤتھ افریقہ اور زمبابوے وغیرہ میں برجستہ انگریزی زبان میں تقریر و وعظ کہتے ہوئے سنا اور وہاں کے تعلیم یافتہ لوگوں سے آپ کی تعریفیں بھی سنیں اور یہ بھی ان سے سنا کہ حضرت کو انگریزی زبان کے کلاسیکی اسلوب پر عبور حاصل ہے'' (سوانح تاج الشریعہ: ص:۳۶)

حق گوئی و بے باکی کا انمول نمونہ

صاحب! جو حق کا سچا نمائندہ ہوتا ہے وہ دنیا کی کسی بھی طاقت سے کبھی بھی خوف نہیں کھاتا یقین نہ آئے تو تاریخ انسانیت کا کوئی بھی باب پلٹ کر اپنے لیے سکون و اطمنان کی غذا فراہم کریں، حضور تاج الشریعہ کی اس عظیم صفت پر روشنی ڈالنے کے لیے تاریخ

کے باب کا وہ حصہ پلٹیں جو ہم میں سے بہت ہی کم لوگوں کی نظروں نے دیکھا ہوگا تو ہوسکتا ہے کوئی سر پھرا یہ کہے کہ یہ تو آپ کے افسانے ہوسکتے ہیں اس لیے آیئے عصر حاضر کی تاریخ کے دو اہم تاریخ کا ذکر کروں جس کو ہر ذی شعور نے اپنی ماتھے کی آنکھوں سے دیکھا ہوگا۔

کون نہیں جانتا کہ وطن عزیز جنگ آزادی کے بعد فکری دشمنان ہند کے ہاتھوں چڑھ کر پھر سے غلامی کا شکار ہوگیا تھا۔ ہر بار اسلام کے خلاف زور آزمائی کی گئی اور بے جا یہ آزمانے کی کوشش کی گئی کہ کیا ابھی بھی مسلمانوں کے اندر حب دین کا سرمایہ لازوال باقی ہے! اس کے لیے حکومت کانگریس نے نسبندی کا حکم نافذ کیا اور جبہ و دستار میں چھپے ہوئے باغیان اسلام کے سرکردہ لوگوں کو خرید کر اپنی حمایت میں فتوے تحریر کرائے، جگہ جگہ پکڑ پکڑ کر حکومتی نمائندے نسبندی پر مجبور کر رہے تھے، مسلمانان ہند اس زہریلی فضا میں اپنے مستقبل کو تاریک سمجھنے لگے تھے اب کسی کے پاس کوئی سہارا سمجھ میں نہیں آرہا تھا ایسے میں بڑی یاس و امید کے ساتھ ایک استفتا مرتب کر کے مرکز اہل سنت بریلی شریف حضور مفتی اعظم ہند رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں پیش کیا گیا اس وقت حضور تاج الشریعہ آپ کے زیر نگرانی فتویٰ نویسی کا کام انجام دے رہے تھے، حضور مفتی اعظم کے اشارہ ابرو پر آپ نے تفصیلی اور تاریخی فتویٰ تحریر فرمایا جس پر اکابرین اہل سنت نے مہر تصدیق ثبت فرمائی۔ جب فتویٰ عوام کے درمیان آیا کہ مرکز اہل سنت کا فتویٰ آچکا ہے اور نسبندی شریعت اسلامیہ میں حرام ہے ڈالر کے بل بوتے خریدے گئے ملاؤں کے ہوش و حواس گم ہوگئے، حکومتی کارندوں میں ایک سنسنی پھیل گئی، مرکز کے ایک فیصلے نے مسلمانان ہند میں ایک نیا جوش و جذبہ پیدا کر دیا، فسطائی طاقتوں کے ایوان کی دیواریں متزلزل ہونے لگیں، بے جا دباو ڈالا گیا کہ فتویٰ واپس لیا جائے اس وقت منظور نظر مفتی اعظم نے اعلان کیا کہ فتویٰ قرآن و حدیث کی روشنی میں حکم شرع ہے اس کو ہرگز نہیں بدلا جاسکتا حکومتیں اپنے ارادے بدل لیں!۔ تاریخ کے اس مجاہدانہ کردار سے دل و دماغ کو ہریالی ملتی ہے اور اپنے بزرگوں کے بلاغبار نشان قدم کا پتہ چلتا ہے۔ آخر کار حکومت کو مایوس ہوکر سر تسلیم خم کرنا پڑا۔

لیجیے صاحب! ایک اور حادثہ سنیے!

ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں تین ہیں یا ایک؟ اس سلسلہ میں اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے لے کر آج تک کے علما، فقہا و محدثین کے علمی ورثہ کو جب کھنگالنا شروع کریں گے تو یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گی کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کے تین ہونے پر اجماع امت ہے۔ یہی شریعت کا قانون اور یہی حکم شرع ہے۔ لیکن اسی خاکدان گیتی پر آپ کا سابقہ ایک ایسے گروہ سے بھی پڑسکتا ہے جو کہے گا ''نہیں! جناب ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں، تین نہیں بلکہ ایک ہی ہے'' یہ کون سا گروہ ہے جو اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور صحابۂ کرام سے لے کر اب تک اجماعی مسئلے کی کھلی بغاوت بھی کرتا ہے۔ اس گروہ کے بارے میں کیا کہوں صاحب، الکوکبۃ الشھابیہ، سل السیوف الھندیہ، الفرق الوجیز بین الوہابی الرجیز و السنی

العزیز، زلزلہ، منصفانہ جائزہ پڑھ لیں حقائق ایسے واضح ہو جائیں گے گویا افہام کا سورج نصف النہار پر ہے۔ خیر بات آگے چلی گئی۔ اچھا تو تین طلاق: حکومت وقت جو اپنے آپ کو بہت ہوشیار، دقیق نظر، اور ترقی یافتہ سمجھتی ہے ملکی مرکز میں حکومت قائم کرنے کے بعد یہ قانون بنانے کی کوشش کی، کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاق کو غیر قانونی قرار دیا جائے اور اس کے مرتکب کو جیل کی سلاخوں کے حوالے کیا جائے۔ اکیسویں صدی میں ایک مرتبہ پھر حکومت نے اسلامی نقطۂ نظر کو چیلنج کیا، شاید وہ اپنے سیاسی باپ داداؤں کی تاریخ بھول چکے تھی! کہ ابھی بھی بریلی ہندوستان کی سرزمین پر آباد ہونے کے ساتھ ساتھ خاندان رضا کے شیر نر کو اپنے گود میں لے کر اپنے وجود کو سعادت مندی سے سرفراز کر رہا ہے۔ یا تو پھر ان کو یہ گمان ہو چلا تھا کہ اب تو مفتی اعظم نہ رہے تو اختر رضا کو حوصلہ کون دے گا؟ لیکن واہ رے جواں مردی! ہمت و بہادری! تاج الشریعہ آپ کی عظمتوں پر سو جان سے قربان! جیسے حکومت نے اپنا فیصلہ سنایا حضرت نے ارشاد فرمایا کہ مرکز کا فیصلہ اعلان کیا جائے کہ نظام طلاق جیسا کل تھا ویسا آج بھی ہے اور صبح قیامت تک ویسا ہی رہے گا۔ اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی اہل اسلام قبول کرنے کو تیار نہیں! حکومت کا فیصلہ ہم مسترد کرتے ہیں! ہمیں وہ فیصلے ہرگز منظور نہیں جو اسلامی نظام کو چوٹ پہنچائیں!۔ لیکن ابھی بھی حکومت کا زاویہ قسمت دنیاوی زوال کا متمنی تھا کہ چند دن ہی نہ ہوئے تھے کہ ہندوستانی ترانہ جس کا حقیقت میں نہ ملک سے کوئی تعلق ہے اور نہ باشندگان وطن عزیز سے، بلکہ اس کو رابیندر ناتھ ٹیگور نے انگریزی حاکم پنجم اور رانی میری کی آمد پر ان کی چاپلوسی میں لکھا تھا جس میں اسلامی عقائد و نظریات سے متصادم اشعار تحریر کیے گئے۔ حکومت نے اپنی اکثریت کے غرور میں آکر ایک مرتبہ عمائدین اسلام کی غیرت کو چیلنج کرتے ہوئے اعلان کیا کہ اسلامی مدارس میں ان اشعار کا پڑھا جانا لازمی ہے ورنہ خیر نہیں!

حکومت کا اعلان آتے ہی ایک مرتبہ پھر مرکز کے دار الافتا پر دستک دی گئی، پھر کیا تھا، اس مرد آہن نے اپنے قلم کو حرکت دی، اور اعلان کیا کہ: حکومت کا فیصلہ نہ کل ہمیں منظور تھا اور نہ آج، جس شعر کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس کے لیے شریعت اسلامیہ میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ رہی بات یہ کہ حکومت ہمارا کیا بگاڑ لے گی تو کان کھول کر سن لے! ہم مسلمان ہیں اسلام ہمارا تشخص ہے۔ ہم اپنی جان تو قربان کر سکتے ہیں لیکن نظام اسلام کے خلاف حکم کا نفاذ ہرگز قبول نہیں۔

آج بھی ہو جو براہیم سا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے انداز گلستاں پیدا

☆☆☆